"مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن"

از پروفیسر عبدالرحیم قدوائی: چند ملاحظات

"Orientalists and English Translations of the Holy Qurān" By Prof. A. R. Kidwai: Some Observations

Hafiz Khursheed Ahmad Qadri
Assistant Prof. Govt College University, Lahore
khurshidahmadgcu@gmail.com

Abstract

Prof. Dr. A. R. Kidwai is a famous critic in the realm of the English translations of the Holy Qur'ān all over the world. Qur'ānic sciences ('Ulūm al-Qur'ān) orientalism and realm of English translations of the Holy Qur'ān are although different fields but they also have some common borders. Prof. Dr. 'Abd al-Raḥīm Kidwai is an authority on the English renderings of the Qur'ān but in his articles on the translations of the Holy Qurān, he showed some weaknesses in the areas of Qur'ānic sciences, (e.g., Tauqīfī), biographies of the translators, affiliations of translators with one another, inner details and a few minute points of the translations of the Holy Qur'ān. In this article some observations about the critical essays of Prof. Kidwai are mentioned.

Keywords: The Qurān, English Translations, Orientalists, Review, Qur'ānic sciences

پچھلے تین عشروں سے پروفیسر عبدالرحیم قدوائی (پ۱۹۵۶ء)، Translating the Untranslable اور Muslim World Book Review انگریزی تراجم قرآن کریم سے متعلق حقائق تک رسائی کے حوالے سے سب سے بڑے مصادر و مراجع کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ پروفیسر قدوائی کے وسیلے سے قدوائی خاندان کے متعلق جاننے کا موقع ملا تو معلوم ہوا کہ اس خاندان میں سائنسدانوں اور ماہرین تعلیم کی کثرت ہے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی (۱۸۹۲۔۱۹۷۷ء) کے انگریزی ترجمہ قرآن پر تحقیق کرنے والے ایک محقق نے یہ انکشاف کیا کہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم قدوائی، مولانا عبدالماجد دریابادی کے نواسے ہیں۔ اس نے اپنی ٹیلیفونی گفتگو اور ای۔ میل کے تبادلوں سے یہ بھی جانا کہ پروفیسر قدوائی بہت وسیع القلب محقق اور شفیق استاد ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مہربان انسان بھی ہیں۔

حال ہی میں اردو بازار لاہور میں "مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن" کے نام سے ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ۲۰۱۵ء کی شائع شدہ ایک کتاب نظر نواز ہوئی۔ اس کے مرتب تو پروفیسر اختر الواسع (پ ۱۹۵۱ء) ہیں لیکن اس میں واضح طور پر درج ہے کہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم قدوائی کے قلم سے یہ مضامین فکر و نظر اسلام آباد۔ پاکستان، تحقیقات اسلامی علی گڑھ۔ بھارت، علوم القرآن اور تہذیب الاخلاق علی گڑھ اور فکر و نظر علی گڑھ میں شائع ہو چکے ہیں، اب پروفیسر اختر الواسع کی ترتیب سے انہیں یکجاء پیش کیا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر قدوائی کی انگریزی دانی کا تو ایک زمانہ معترف ہے لیکن اب ان کے اردو مضامین پڑھ کر اندازہ ہوا کہ وہ "سچ"، "صدق" اور "صدق جدید" کی روایت کے بھی سچے امین ہیں۔ "حرف آغاز" میں پروفیسر اختر الواسع کے کچھ جملے تو ڈائری میں لکھے جانے کے قابل نظر آئے۔ جیسے: "استشراق کی تاریخ کا مطالعہ ایک مخصوص نقطہ نظر کی نمائندہ تاریخ اسلام کے مطالعے کے مترادف ہے"[1]

اختر صاحب کی اس ایک سطر نے تو صلیبی جنگوں سے زمانہء موجودہ تک کی تاریخ کو سمیٹ دیا ہے:

"متعدد مسلم ممالک میں مغربی قوتوں کی جارحانہ دراندازی اُسی صدیوں طویل بُعد، بغض و عناد کا شاخسانہ ہیں۔"[2]

مغربی مصنفین اپنے سائنسی طرزِ فکر، تجربی منہجِ تحقیق اور سیکولر اقدار کے باوجود اسلام کے حوالے سے کس رویے کا شکار ہیں اس کا اندازہ اختر صاحب کے اس فقرے سے ہو جاتا ہے:

"سائنسی انداز فکر، تجربی اور معروضی منہج تحقیق اور سیکولر۔ لبرل (Secular-Liberal) اقدار کے رواج کے باوصف اسلام، قرآن مجید اور مسلمانوں سے متعلق بیشتر مغربی تصانیف تعصبات اور تسامحات سے پُر ہیں۔"[3]

---

1 اختر الواسع، پروفیسر، (مرتب) مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن (پروفیسر عبدالرحیم قدوائی کے مضامین)، البلاغ پبلی کیشنز، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی، ۲۰۱۵ء، ص ۷

2 ایضاً، ص ۸

3 اختر الواسع، پروفیسر، (مرتب) مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۸

پروفیسر عبدالرحیم قدوائی کس علمی روایت کا تسلسل اور کس تحقیقی خزانے کے امین ہیں اختر الواسع نے اس حقیقت کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

"پروفیسر عبدالرحیم قدوائی علمی دنیا میں اپنی نمایاں شناخت کے ساتھ اس علمی روایت کے امین ہیں جس کا آغاز ہندوستان میں انگریزی ترجمہ قرآن مجید کے حوالے سے مولانا عبدالماجد دریابادی سے ہوا۔"[4]

اس کتاب میں پروفیسر قدوائی نے دنیا بھر میں شائع ہونے والے تراجم قرآن کریم کے حوالے سے جو دادِ تحقیق دی ہے سچی بات یہ ہے کہ وہ بے نظیر و بے مثال ہے۔ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ عربی زبان کے "لغویّیُن" میں نمایاں ترین نام خلیل بن احمد فراہیدی (۱۰۰-۱۷۴ء) کا ہے جس نے اپنے وقت کے جملہ علوم حاصل کرنے کے بعد رب العالمین کی بارگاہ میں دعا کی کہ اے میرے خالق میری آرزو ہے کہ میں کسی علم کا مؤجد بن جاؤں۔اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور وہ "علم عروض و قوافی" کا مؤجد بن گیا۔ خلیل سے متعلق تاریخ ادب عربی کی کتب میں یہ بھی لکھا ہے:

"خلیل پہلا شخص ہے جس نے عربی زبان کو باقاعدہ ضبط کیا، تدوین لغت کی طرح ڈالی اور عربی رسم الخط کو موجودہ مستعمل شکل بخشی۔"[5]

جس طرح خلیل نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے لغویین کا امام بنا دیا۔ محسوس ہوتا ہے کہ پروفیسر قدوائی یا ان کے بزرگوں میں سے کسی کی دعا کا ثمر ہے کہ آپ نے دنیا کے کسی بھی کونے میں طبع ہونے والے انگریزی تراجم قرآن کریم کو ان کے محاسن و معائب سمیت ضبط کرنے کا بیڑا اُٹھایا اور آج اس میدان میں ان کی خدمات سب سے نمایاں ہیں۔ بڑے بڑے ماہرین قدوائی صاحب کے خوشہ چین نظر آتے ہیں۔

4　ایضا

5　زیارت، احمد حسن، استاذ، تاریخ ادب عربی، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۶۱ء (مترجم: عبدالرحمان طاہر سورتی) ص ص ۴۹۲-۴۹۳

"مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن" پروفیسر صاحب کے نام کی طرح شاندار کتاب ہے۔اس کی خوبیاں تو اپنی جگہ مسلم ہیں۔اس معتبر کتاب کے کچھ قابل توجہ پہلوؤں کی اس خیال سے نشاندہی کی جارہی ہے کہ مستقبل کی اشاعتوں میں ان کی تصحیح ہوسکے:

توفیقی: قرآن کریم کی موجودہ ترتیب کو علوم القرآن کی کتب میں ترتیب توقیفی کہا گیا ہے۔ لیکن پروفیسر قدوائی کی زیر نظر کتاب میں درج ذیل صفحات پر بالالتزام توفیقی لکھا گیا ہے۔، ص۱۹ پر ایک جگہ، ص۲۱ پر دو جگہ، ص۲۳ پر ایک جگہ اور ص۶۰ پر ایک جگہ۔ حضرت عثمانؓ سے روایت ہے:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر متعدد سورتیں نازل ہوا کرتی تھیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کا کوئی حصہ نازل ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاتبین وحی میں سے کسی کو بلوا کر فرماتے کہ ان آیات کو اس سورۃ میں لکھو جس میں اس بات کا تذکرہ ہے۔جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اس آیت کو اس سورت میں لکھو جس میں یہ بات بیان ہوئی ہے۔"[6]

یعنی جس ترتیب سے قرآن نازل ہوا وہ ترتیب نزولی جبکہ جس ترتیب سے شارع علیہ السلام نے اسے لکھوایا وہ ترتیب توقیفی ہے۔امام جلال الدین سیوطی نے "ترتیب الآیات توقیفی"[7] کی باقاعدہ فصل قائم کی ہے۔امام صاحب رقم طراز ہیں:

"الاجماع و النصوص المترادفة على أنَّ ترتيب الآيات توقيفى، لا شبهة فى ذلك"

(اس پر اجماع ہے اور ایک جیسی نصوص (موجود ہیں) کہ آیات قرآنیہ کی ترتیب توقیفی ہے،اس میں کسی قسم کے شک کی کوئی گنجائش نہیں۔)

آیات قرآنی کی ترتیب توقیفی پر علوم القرآن کے آئمۃ کے اجماع و اتفاق کو بیان کرتے ہوئے امام سیوطی فرماتے ہیں:

---

6 الترمذی، ابو عیسی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورۃ التوبہ (۳۰۸۶)

7 السیوطی، الامام، جلال الدین، عبد الرحمن بن ابی بکر، (حققہ، فواز احمد زمرلی) الاتقان فی علوم القرآن، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، طبع اول، جز اول، ۱۹۹۹م، ص۲۱۴

"اَما الا جماع: فنقله غير واحد، منهم الزركشى فى البرهان و ابو جعفر بن الزبير فى مناسباته و عبارته: ترتيب الآيات فى سورها واقع بتوقيفه صلى الله عليه وسلم و امره من غير خلاف فى هذا بين المسلمين"[8]

(جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو اسے ــــ آئمہ علوم القرآن میں سے ــــ ہر ایک نے بیان کیا ہے جیسے کہ کتاب البرھان میں امام زرکشی نے، اور ابو جعفر بن زبیر نے اسی مناسبت سے لکھا ہے: قرآنی سورتوں میں آیات کی ترتیب، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے لگائی گئی ہے اور مسلمانوں کے اندر اس معاملے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔)

"حكم ترتيب السور"[9] کی فصل میں ابن فارس کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں:

"قال ابن فارس: جمع القرآن على ضربين احدهما: تاليف السور كتقديم السبع الطوال و تعقيبها بالمئين--- و اما الجمع الآخر: وهو جمع الآيات فى السور، فهو توقيفى تولاه النبى صلى الله عليه وسلم كما اخبر به جبريل عن امر ربه"[10]

(ابن فارس نے کہا: قرآن کریم کو جمع کرنے کی دو اقسام ہیں۔ اول: سب سے پہلے سبع طوال اور ان کے بعد مئین ۔۔۔ اور جہاں تک دوسری قسم جمع قرآن کا تعلق ہے وہ آیات کو سورتوں میں اللہ تعالیٰ کے حکم اور جبریل امین کے اطلاع دینے کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں ترتیب توقیفی کے مطابق لکھوانا ہے۔)

پروفیسر قدوائی نے زیر مطالعہ کتاب میں پانچ مقامات پر قرآن کریم کی موجودہ ترتیب ــــ جو درج بالا دلائل کی روشنی میں توقیفی ہے ــــ کو بالالتزام 'ترتیب توفیقی' لکھا ہے۔

غلام سرور (۱۸۷۳۔۱۹۲۹ء اندازاً): اس حوالے سے اپنے ملاحظات بیان کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پروفیسر قدوائی کی تحریر کو من و عن نقل کر دیا جائے، فرماتے ہیں:

---

8 السیوطی (حققہ، فواز احمد زمرلی) الاتقان فی علوم القرآن، ص ۲۱۴

9 ایضاً، ص ۲۲۰

10 ایضاً

"تیسرا ابتدائی ترجمہ غلام سرور (۱۸۷۳۔۱۹۲۹ء اندازاً) کا ہے جو ۱۹۲۰ء میں شائع ہوا۔ کیمبرج یونیورسٹی، انگلستان میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد یہ ملایا (موجودہ ملیشیا) کی انتظامیہ کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے۔ اپنے پیش روؤں کے برخلاف ان کا مطالعہ وسیع اور انگریزی زبان وبیان پر قدرت اعلیٰ معیار کی تھی۔ اپنے مقدمے میں شرح وبسط کے ساتھ انہوں نے مستشرقین کے تراجم کا محاکمہ کیا ہے جو کہ علمی اور فکری حیثیت سے قابل داد ہے البتہ ان کے تفسیری حواشی برائے نام ہیں جن کے باعث اس تصنیف میں متن قرآن مجید کے حوالے سے کہیں ان کے قادیانی مزعومات کا اثبات یا دفاع نہیں ملتا۔ البتہ اپنے مقدمے میں غلام سرور نے اپنے ہم عصر قادیانی مترجم قرآن مجید محمد علی کے تئیں غیر معمولی عقیدت کا اظہار کیا ہے اور ان کی تصنیف کے ایسے محاسن بیان کئے ہیں جو واقعۃً اس میں موجود ہی نہیں۔ مزید براں انہوں نے محمد علی کے قادیانی مزعومات سے کوئی تعرض نہیں کیا ہے جو کہ ایک ناقابل توجیہہ معمہ ہے۔"[11] اب اگر پروفیسر صاحب کے بیان کردہ نکات پر ایک ایک کرکے گفتگو کی جائے تو کسب فیض میں سہولت رہے گی۔

مترجم کا نام:

قدوائی صاحب نے مترجم کا نام ۲ سطور میں چار مرتبہ غلام سرور ہی لکھا ہے۔ حالانکہ کسی بھی مصنف، مؤلف یا مترجم کا وہی نام لکھنا چاہیے جو اس نے اپنی تصنیف، تالیف یا ترجمے پر لکھا ہو۔ الحاج حافظ غلام سرور کے ترجمۂ قرآن کی دو طباعتیں راقم کے سامنے ہیں جن میں ترجمہ قرآن کا عنوان بایں الفاظ درج کیا:

Translation of the Holy Qur'ān, from the Original Arabic Text with Critical Essays, Life of Muhammad, Complete Summary of Contents[12]

پہلی طباعت پر ترسیل کے دو مراکز کا پتہ درج ہے:

i- 20 Malacca Street, Singapore
ii- S.M.S. Faruque, The Mosque, Woking Surrey, England

---

11 اختر الواسع، (مرتب) مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۳۳

12 Ghulam Sarwar, Al-Haj, Hafiz, Translation of the Holy Qur'ān, 20 Malacca Street, Singapore, Title page

اس پہلی اشاعت پر مترجم کا نام Al-Haj Hafiz Ghulam Sarwar لکھا ہے۔ پہلی اشاعت پر تاریخ اشاعت درج نہیں ہے لیکن دوسری اشاعت پاکستان سے ہوئی اور اس پر سال اشاعت ۱۹۷۳ء درج ہے۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن کی اشاعت میں جو دراصل Reprint کر کے Second Edition نکالا گیا، پر بھی مترجم کا نام الحاج حافظ غلام سرور ہی درج ہے۔ صرف غلام سرور نام لکھنے سے التباس ہوتا ہے کہ جیسے 'غلام سرور' ایک اور 'الحاج حافظ غلام سرور' کوئی دوسری شخصیت ہے۔

الحاج حافظ غلام سرور کا دورِ حیات

حافظ غلام سرور کے دورِ حیات سے متعلق قدوائی صاحب اپنا قیاس یوں ظاہر کرتے ہیں:

"غلام سرور (۱۸۷۳-۱۹۲۹ء اندازاً)"[13]

یہ درست ہے کہ حافظ صاحب کے ۱۹۲۹ء تک حیات ہونے کی باقاعدہ شہادتیں موجود ہیں لیکن اس بات کی کوئی شہادت ابھی تک دستیاب نہیں ہو سکی کہ آپ ۱۹۲۹ء میں ہی راہی ملک عدم ہو گئے تھے۔ ایک اندرونی شہادت ملاحظہ ہو: الحاج حافظ غلام سرور اپنے ترجمہِ قرآن کے تعارف Introduction, A Review of the Previous Translations of the Holy Qur'ān میں جارج سیل کے ترجمہ قرآن سے اپنے پہلے تعارف کو یاد کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"I set my eyes upon it in January 1887 (nearly forty one years ago)… I was then in my fourteenth year of life."[14]

درج بالا بیان سے مستنبط ہونے والے نکات یہ ہیں:

1۔ جنوری ۱۸۸۷ء میں حافظ غلام سرور نے پہلی مرتبہ جارج سیل کا ترجمہ قرآن دیکھا۔
2۔ یہ تحریر ۱۸۸۷ء سے ۴۱ سال بعد لکھی گئی۔
3۔ حافظ غلام سرور کی عمر ۱۸۸۷ء میں ۱۴ سال تھی۔

---

13 اختر الواسع، (مرتب) مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۳۳

14 Ghulam Sarwar, Al-Haj, Hafiz, Translation of the Holy Qur'ān, Introduction, p.xxxiv

اب ۱۸۸۷ء میں سے ۱۴ کو منہا کریں تو ۱۸۷۳ء سامنے آتا ہے یعنی حافظ صاحب کا سال پیدائش ۱۸۷۳ء ہوا۔ زیر بحث تحریر ۱۸۸۷ء کے ۴۱ سال بعد لکھی گئی۔ اب ۱۸۸۷ میں ۴۱ جمع کریں تو حاصل جمع ۱۹۲۸ آتا ہے۔ اسی Introduction میں ایک اور جگہ آپ زیر بحث تحریر کا سال اور مہینہ بھی سپرد قلم کر دیتے ہیں۔ اپنے قرآنی مطالعے و تحقیق پر روشنی ڈالتے ہوئے حافظ صاحب لکھتے ہیں:

"...From 1901 till now (December 1927) I have been collating the verses of the Holy Qur'ān so as to be able to understand the mainings of the words used in the Holy Qur'ān from a study of the Book itself."[15]

(.....۱۹۰۱ء سے اب دسمبر ۱۹۲۷ء تک میں قرآنی آیات (کے مفاہیم) کا تقابل کرتا رہا تاکہ قرآن کریم میں استعمال ہونے والے الفاظ کے معانی خود قرآن کریم کے مطالعے سے سمجھنے کے قابل ہو سکوں)۔

حافظ صاحب کی درج بالا تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ دسمبر ۱۹۲۷ء میں وہ اپنی تصنیف کے آخری مرحلے Introduction لکھنے میں مصروف تھے۔ یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ دسمبر سے مراد اس مہینے کا آخری عشرہ ہو گا کہ ان دنوں سلطنت برطانیہ کے تمام حصوں کے سرکاری دفاتر اور عدالتوں میں چھٹیاں ہوتی ہیں۔ لکھنے پڑھنے والے لوگ ان چھٹیوں میں اپنے تحریری کاموں پر توجہ دے رہے ہوں گے۔ دسمبر ۱۹۲۷ء میں کام مکمل کر کے چھٹیوں کے بعد ٹائپ کرنے والے نے کام شروع کیا تو پہلا، دوسرا، تیسرا مسودہ اور مبیضہ ہاتھ میں آتے آتے کچھ ماہ کا عرصہ صرف ہوا ہو گا۔ پریس میں جانے، چھپنے اور جلدیں بننے میں مزید کچھ عرصہ دے دیا جائے تو حافظ صاحب کے ترجمہ قرآن کو قارئین، محققین اور قدردانوں کے ہاتھوں میں پہنچتے پہنچتے ۱۹۲۹ء کا سال آ جانا یقینی ہے۔ پروفیسر قدوائی نے حافظ صاحب کے ترجمہ کی اشاعت کا سال ۱۹۲۰ء قرار دیا ہے۔ اسے تصحیح اغلاط کے مرحلے میں نظرانداز ہو جانے والی غلطی مان لیا جا سکتا تھا اگر اسی کتاب کی "فہرست انگریزی تراجم قرآن مجید (زمانی ترتیب کے لحاظ سے)[16] میں بھی ۱۹۲۰ء کو اسی التزام سے نہ لکھا گیا ہوتا۔ "خطائے بزرگان گرفتن خطاست" بھی ہمیں ازبر ہے لیکن تحقیق چونکہ قانون کی طرح صرف ثبوت پر فیصلہ کرتی ہے اس لیے راقم نے ثبوت جمع کر دیئے ہیں، فیصلہ اہل علم خود ہی کر لیں گے۔

---

15 Ghulam Sarwar, Al-Haj, Hafiz, Translation of the Holy Qur'ān, Introduction, p.xlvii

16 اختر الواسع، (مرتب) مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۱۰۷

حافظ صاحب کے ترجمہ قرآن کے ٹائٹل صفحہ پر درج ہے کہ ۱۹۲۸ء تک آپ سنگاپور میں برسرِ کار تھے۔ قدوائی صاحب نے غلام سرور (الحاج حافظ غلام سرور) کا دور حیات اندازاً ۱۸۷۳ء سے ۱۹۲۹ء تک لکھا ہے۔ اس اندازے میں شاید اللہ، ارحم الراحمین کی رحمت سے کچھ نااُمیدی کا عنصر در آیا ہے۔ جس طرح آپ نے اندازہ قائم کیا اس اندازے کی بنیاد پر کوئی فرد یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ ۱۹۲۹ء میں آپ اللہ کو پیارے ہوگئے ہوں گے۔ اسی طرح کچھ شہادتوں کی بنیاد پر راقم نے حافظ صاحب کی وفات کا سال ۱۹۳۸ء متعین کیا ہے۔ ویسے بھی کسی کی موت کا اعلان کرنے کے لئے ٹھوس ثبوت درکار ہوتے ہیں جبکہ کسی کو زندہ قرار دینے کے لیے معمولی نشانیاں، جیسے جسم میں معمولی سی حرکت، سانس کا محسوس ہونا، تھوڑی سے آنکھ کھل جانا یا اس کا جھپکنا وغیرہ ہی کافی ہوسکتی ہیں۔ سال ۱۹۲۹ء کے بعد ماہ نامہ Islamic Review, Woking میں ۱۹۳۸ء تک ایڈیٹر کے نام آپ کے خطوط آپ کے انگریزی ترجمہء قرآن اور سیرت پر آپ کے مضامین کے مجموعے: “MUHAMMAD THE HOLY PROPHET” کے اشتہارات نظر نواز ہوتے ہیں۔ اس شہادت کی بناپر راقم نے الحاج حافظ غلام سرور کا سال وفات اندازاً ۱۹۳۸ء قرار دیا ہے۔

حافظ صاحب کے ۱۹۳۵ء تک زندہ ہونے کی ایک ٹھوس شہادت یوں دستیاب ہوئی کہ سیرت پر آپ کی محولہ بالا کتاب کے مقدمہ (PREFACE) میں آپ اپنے جن مصادر ومراجع کا ذکر کرتے ہیں ان میں ایک مصری محقق محمد حسین ہیکل (۱۸۸۸-۱۹۵۶ء) کی "حیات محمد" کے ۱۹۳۵ء والا ایڈیشن ہے۔ اس سے یہ حقیقت تو کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ حافظ غلام سرور ۱۹۳۵ء تک حیات تھے۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ ۱۹۳۵ء میں شائع شدہ کتاب سے کسب فیض کرکے ایک نئی کتاب لکھنے، مدون کرنے اور شائع کرنے میں ایک دو برس کا وقت صرف ہوجانا معمول کی بات ہے۔ حافظ صاحب رقم طراز ہیں:

> “New light has been thrown on the Prophet’s life by the Arabic Commentaries of the Qur’ān lately published in Egypt and espeicially by “The Life of Muhammad” in Arabic by Muhammad Hussain Haikal published in 1935.”[17]

---

17 Hafiz Ghulam Sarwar, M.A., Muhammad The Holy Prorphet, Mehtab Company, Urdu Bazar, Lahore, Reprint, 1993, ed.7, p.ix

(حال ہی میں مصر سے عربی زبان میں شائع ہونے والی قرآنی تفاسیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ پر نئی روشنی ڈالی گئی ہے اور خاص طور پر ۱۹۳۵ء میں محمد حسین ہیکل کی عربی زبان میں شائع ہونے والی "حیات محمد" میں حیات پاک پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔)

ایک اور شہادت کے مطابق حافظ غلام سرور ۱۹۳۸ء میں بھی حیات تھے۔ آپ کی ایک کتاب "Philosophy of the Qur'ān" ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی۔ حافظ صاحب نے چھ صفحات پر مشتمل اس کا ایک پیش لفظ (FOREWORD) لکھا۔ اس پیش لفظ کے اختتام پر آپ کے نام H.G. Sarwar کے ساتھ 20th June 1938, Lahore لکھا ہے۔ اس تحریر سے حافظ غلام سرور کا ۱۹۳۸ء کے چھٹے مہینے جون تک پوری تحقیقی اور ادبی شان کے ساتھ زندہ ہونے کا ثبوت مہیا ہوتا ہے۔[18] مذکورہ بالا بحث سے یہ نتیجہ اخذ کرنا بالکل درست ہوگا کہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم قدوائی کی جانب سے الحاج حافظ غلام سرور کو ۱۹۲۹ء میں آنجہانی قرار دینا، علمی و تحقیقی فرو گزاشتوں کے زمرے میں آتا ہے۔

الحاج حافظ غلام سرور کا پیشہ

قدوائی صاحب رقم طراز ہیں: "کیمبرج یونیورسٹی، انگلستان میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد یہ ملایا (موجودہ ملیشیا) کی انتظامیہ کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے۔"[19]

تمام اہل علم جانتے ہیں کہ کسی بھی حکومت کے تین بڑے شعبے قرار دیئے جاتے ہیں:

1۔ مقننہ 2۔ انتظامیہ 3۔ عدلیہ

مقننہ میں قانون سازی کرنے والے عوامی نمائندے، انتظامیہ میں حکومتی نظام کو چلانے والے ملازمین (Civil Servants) اور عدلیہ میں ججز اور متعلقہ عملہ شامل ہوتا ہے۔ قدوائی صاحب نے حافظ صاحب کو صرف "انتظامیہ کے اعلیٰ منصب پر فائز" بتایا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ الحاج حافظ غلام سرور انتظامیہ کے ملازم کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک قانون دان اور جج کی حیثیت سے ملاین سول سروس کے (ملازم

18 Hafiz Ghulam Sarwar, al-Haj, Philosophy of the Qur'ān, Sh. M. Ashraf, Lahore, ed. First, 1938, Foreword, P.xvi

19 اختر الواسع، (مرتب) مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۱۰۷

نہیں) ممبر تھے۔ حافظ صاحب ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۸ء تک سنگاپور کے سول ڈسٹرکٹ جج کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ حافظ صاحب اپنے ترجمہِ قرآن کے ٹائیٹل صفحہ پر اپنا تعارف یوں کراتے ہیں:

"AL-HAJ HAFIZ GHULAM SARWAR M.A. (Punjab 1894), B.A. (Cantab 1897); Indian Gilchrist Scholar 1894-1897; Imperial Institute Modern Languages Scholar (Arabic) 1896-1900; Member of the Malayan Civil Service 1896-1928; Mufti of Penang; Civil District Judge, Singapore (1923-1928)"[20]

الحاج حافظ غلام سرور: ایم۔اے۔ (پنجاب ۱۸۹۴ء) بی۔اے۔ (کینٹیبری ۱۸۹۷)؛ انڈین گلکرسٹ اسکالر ۱۸۹۴۔۱۸۹۷ء؛ امپیریل انسٹیٹیوٹ ماڈرن لینگویجز اسکالر (عربی) ۱۸۹۶۔۱۹۰۰؛ ممبر آف دی ملاین سول سروس ۱۸۹۶۔۱۹۲۸؛ پے ننگ کے مفتی، سنگاپور کے سول ڈسٹرکٹ جج (۱۹۲۳۔۱۹۲۸)"

درج بالا تحریر سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ حافظ غلام سرور ملاین سول سروس کے رکن، پے ننگ کے مفتی اور سنگاپور کے سول ڈسٹرکٹ جج کے عہدے پر فائز رہے لیکن وہ ملایا میں کسی انتظامی عہدے پر کبھی بھی فائز نہیں رہے۔

الحاج حافظ غلام سرور کے تفسیری حواشی

قدوائی صاحب فرماتے ہیں: "ان کے تفسیری حواشی برائے نام ہیں۔"[21]

پروفیسر قدوائی نے نہ جانے کس چیز کو تفسیری حواشی قرار دیا ہے اور پھر اسے برائے نام بھی کہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ٹائیٹل صفحے سے صفحہ ۳۷۷ تک پڑھ جائے آپ کو تفسیری حواشی نام کی ایک سطر بھی نہیں ملے گی۔ راقم طول کلامی سے بچنا چاہتا ہے لیکن اگر الحاج حافظ غلام سرور کے ترجمہ قرآن کریم کا ایک عمومی تعارف نہ کرایا جائے تو بات ادھوری رہ جائے گی۔ آپ کے ترجمہ قرآن کے ٹائیٹل صفحے کے بعد:

1۔ایک صفحہ VI (6) Contents کے لیے مخصوص ہے۔

2۔پھر صفحہ VII(7) سے XLIX(49) تک Introduction ہے۔

---

20 Ghulam Sarwar, Al-Haj, Hafiz, Translation of the Holy Qur'ān, National Book Foundation, Lahore, 1973, Title Page

21 اختر الواسع، (مرتب) مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۳۳

3۔ صفحہ L(50) سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے حوالے سے دو مضامین شروع ہوتے ہیں Two Essays on the Life of he Holy Prophet Muhammad (peace be upon him)

4۔ سیرت پر پہلا مضمون صفحہ LIX(59) پر مکمل ہوتا ہے۔

5۔اسی صفحے سے سیرت پر دوسرا مضمون شروع ہو کر صفحہ LXX(70) پر مکمل ہوتا ہے۔

6۔اسی صفحے سے "قاری کے لیے وضاحت" شروع ہوتی ہے جو صفحہ LXXII(72) پر مکمل ہو جاتی ہے۔

7۔ A Summary of the Contents of the Holy Qur'ān Chapter by Chapter and Section by Section.

صفحہ LXXIII(73) سے شروع ہو کر صفحہ CXVIII(118) پر مکمل ہوتی ہے۔

اگر قدوائی صاحب نے اس سمری کو تفسیری حواشی کا نام دیا ہے تو یہ بقول قدوائی صاحب "نہ ہونے کے برابر" نہیں ہیں ۴۵ صفحات پر مشتمل ہیں۔ مذکورہ بالا ۱۱۸ صفحات کے بعد______ جن کا شمار رومن گنتی میں کیا گیا______ صفحہ "۱" سے ترجمہ قرآن کریم شروع ہوتا ہے جو صفحہ ۳۷۷ پر اپنی پوری شان کے ساتھ مکمل ہوتا ہے۔ان 377 صفحات میں تفسیری حواشی نام کی کوئی چیز کہیں نظر نہیں آتی۔

قادیانی مترجم محمد علی لاہوری سے عقیدت کا اظہار

پروفیسر قدوائی الحاج حافظ غلام سرور پر تنقید کرتے ہوئے ایک نکتہ یوں بیان کرتے ہیں:

"غلام سرور نے اپنے ہم عصر قادیانی مترجم قرآن مجید محمد علی کے تئیں غیر معمولی عقیدت کا اظہار کیا ہے اور ان کی تصنیف کے ایسے محاسن بیان کئے ہیں جو واقعۃً اس میں موجود نہیں۔"[22]

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ راقم اور مجھ جیسے بہت سے محققین نے پروفیسر عبدالرحیم قدوائی کی انگلی پکڑ کر میدان تحقیق میں پاؤں پاؤں چلنا سیکھا لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ درج بالا سطور میں جناب قدوائی کچھ یک طرفہ یا یک رُخی بات ارشاد فرما رہے ہیں۔ایک محمد علی لاہوری پر ہی کیا موقوف تعریفی

22 اختر الواسع، (مرتب) مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۳۳

جملے تو حافظ صاحب نے انگریزی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے والے مغربی مترجمین جارج سیل (۱۶۹۷ـ۱۷۳۶ء)، راڈویل (۱۸۰۸ـ۱۹۰۰ء) اور پالمر (۱۸۴۰ـ۱۸۸۲ء) کے لیے بھی لکھے ہیں۔ ہم عصر، کالج فیلو اور کلاس فیلو ہونے کے ناطے حافظ صاحب نے محمد علی لاہوری کے ساتھ اپنے تعلق کا اظہار ضرور کیا لیکن اس کے ترجمہ قرآن کے کمزور پہلوؤں سے صرف نظر بھی نہیں کیا۔ محمد علی لاہوری کی کمزور انگریزی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حافظ صاحب رقم طراز ہیں

"There is only one thing with which I am not satisfied, and that is the construction of a great many passages in the body of the translation… the English in scores of passages in the body of the translation has very poor construction and is left hanging in mid-air, or is so involved as to be unintelligible without unduly prolonged consideration. And the pity of it is that it could have been easily put into proper shape."[23]

(صرف ایک چیز ہے جس سے میں مطمئن نہیں ہوں، اور وہ ترجمہ قرآن میں بے شمار اقتباسات کی ساخت ہے۔۔۔ ترجمہ ءِ قرآن میں بہت سے اقتباسات کی انگریزی زبان کا میعار بہت کمزور ہے اور ان کے مطالب ہوا میں معلق ہیں یا اتنی عدم توجہی سے (ترجمہ) کئے گئے ہیں کہ غیر ضروری طور پر طویل غور و فکر کے بغیر سمجھ سے بالاتر رہتے ہیں اور ستم ظریفی یہ ہے کہ انہیں آسانی سے مناسب شکل وصورت میں لایا جاسکتا تھا۔)

محمد علی لاہوری کے ترجمہ ءِ قرآن کو مغلق اور غیر سلیس قرار دیتے ہوئے احمدیوں میں محمد علی کے مرتبے اور اپنی پرانی شناسائی اور دوستی کے باوجود ایک جگہ حافظ صاحب یوں تنقید کرتے ہیں:

"Those who know Arabic can easily understand what Maulvi Muhammad Ali means but the translation is generally intended, or ought to be intended, for those who are not masters of Arabic. It pains me to point out this shortcoming, but truth is no respecter of authority and friendship."[24]

(وہ جو عربی جانتے ہیں بآسانی مولوی محمد علی کا ترجمہ سمجھ سکتے ہیں لیکن قرآن کریم کا ترجمہ عام طور پر ان لوگوں کے لیے کیا جاتا ہے یا کیا جانا چاہیے جو عربی زبان کے ماہر نہیں ہوتے۔ اس کمی کی طرف اشارہ کرنا میرے لیے تکلیف کا باعث ہے لیکن سچائی کسی کے اختیار اور دوستی کا لحاظ نہیں کرتی)

---

23 Al-Hajj, Hafiz Ghulam Sarwar, Translation of the Holy Qur'ān, p.xxxvii

24 Ibid, p.xxxvii

حافظ غلام سرور کا تنقیدی نشتر اتنی گہرائی تک چلتا ہے کہ لاہوری کے مصادر و مراجع بھی حافظ صاحب کی تنقید سے نہیں بچ پائے۔ ایڈورڈ ولیم لین (۱۸۰۱۔۱۸۷۶ء) کی عربی۔انگلش لغت "An Arabic-English Lexicon" لاہوری کے ترجمہ قرآن کا بہت بڑا مصدر و مرجع ہے۔اس سلسلے میں درج ذیل آیت، محمد علی کے قلم سے اس کا ترجمہ اور اس پر حافظ غلام سرور کا تبصرہ ملاحظہ ہو:

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (البقرہ۲: ۲۲۴)

"And make not Allah by your oaths a hindrance to your doing good and keeping your duty and making peace btween men. And Allah is Hearing, Knowing" [25]

سورۃ البقرہ کی اس آیت (۲۲۴) کے حوالے سے حافظ صاحب دونوں کے علمی مقام کو ایک ہی سطر میں اس طرح نمایاں کرتے ہیں:

"Maulvi Muhammad Ali has apparently followed Lane's Lexicon where the translation of this verse is given at great length, but it seems to me even Lane has confused rather than cleared the meaning."[26]

(مولوی محمد علی نے ظاہری طور پر لین کی لغت کی پیروی کی ہے جہاں اس آیت کا ترجمہ کافی حد تک درست دینے کی کوشش کی گئی ہے لیکن مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ لین نے اس کے معانی کو واضح کرنے کے بجائے مبہم بنادیا ہے)۔ سورۃ النحل کی آیت ۱۰۶ کا متن اور محمد علی کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (النحل ۱۶: ۱۰۶)

"Whoso disbelieves in Allah after his belief —— not he who is compelled while his heart is content with faith, but he who opens (his) breast for disbelief —— on them is the wrath of Allah, and for them is a grievous Chastiment"[27]

اس ترجمے پر حافظ صاحب کا تبصرہ تنقید کے ساتھ ساتھ ادبی چاشنی کا بھی حامل ہے:

---

25 Muhammad Ali, Maulana, The Holy Qur'ān, Ahmadiyyah Anjuman Isha'at Islam, Lahore, Pakistan, 1973, ed.6, p.95

26 Al-Hajj, Hafiz Ghulam Sarwar, Translation of the Holy Qur'ān, p.xxxviii

27 Muhammad Ali, Maulana, The Holy Qur'ān, p.538

"The pronouns in this verse, according to Maulvi Muhammad Ali are: "He who… his, he who his… he who… (his)… these… they". The final "they" breaks the camel's back: the camel being the poor reader not Maulvi Muhammad Ali."[28]

(مولوی محمد علی کے مطابق اس آیت میں ضمائر یہ ہیں: وہ جو۔۔۔اس کا، وہ جو اس کا۔۔۔وہ جو۔۔۔ (اس کا)۔۔۔یہ۔۔۔وہ۔ بالکل آخری "وہ" اونٹ کی کمر توڑ دیتا ہے۔ یہاں اونٹ سے مراد مولوی محمد علی نہیں بے چارہ قاری ہے) محمد علی لاہوری کے سورۃ النحل کی آیت ۶۰ کے ترجمے پر تنقید انگریزی محاورہ کے حوالے سے ہے ملاحظہ ہو:

لِلَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوۡءِ ۚ وَ لِلّٰهِ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰى و هوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ(النحل۱۶: ۶۰)

"For those who believe not in the Hereafter are evil attributes and Allah's are the sublime attributes. And He is the Mighty, the Wise."[29]

سورۃ النحل کی اس آیت کا ترجمہ حافظ غلام سرور کے مطابق محمد علی لاہوری کے انگریزی ترجمہ قرآن کی پوری نمائندگی کرتا ہے کہ اس میں محاوراتی حوالے سے وہ سب کمزوریاں موجود ہیں جو لاہوری کے ترجمہ میں جگہ جگہ دہرائی جاتی ہیں جیساکہ حافظ صاحب لکھتے ہیں:

"Similar mistakes of idiom are quite frequent in Maulvi Muhammad Ali's translation."[30]

(محاوراتی حوالے سے اسی طرح کی غلطیاں مولوی محمد علی کے ترجمے میں بار بار آتی ہیں)۔

مولوی لاہوری کے سورۃ القصص کی آیت ۴۷ کے ترجمے کو دیکھیں:

وَ لَوۡ لَاۤ اَنۡ تُصِيۡبَهُمۡ مُّصِيۡبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ فَيَقُوۡلُوۡا رَبَّنَا لَوۡ لَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَيۡنَا رَسُوۡلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَ نَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ (القصص۲۸: ۴۷)

"And lest, if a disaster should befall them for what their hands have sent before, they should say: Our Lord, why didst Thou not send to us a messenger so that we might have followed Thy messages and been of the believers?" [31]

---

28 Al-Hajj, Hafiz Ghulam Sarwar, Translation of the Holy Qur'ān, p.XL
29 Muhammad Ali, Maulana, The Holy Qur'ān, p.528
30 Al-Hajj, Hafiz Ghulam Sarwar, Translation of the Holy Qur'ān, p.XL
31 Muhammad Ali, Maulana, The Holy Qur'ān, p.752

اس پر حافظ صاحب کا تبصرہ پڑھنے کے لائق ہے:

"The awkwardness of Maulvi Muhammad Ali's translation becomes apparent."[32]۔ (مولوی محمد علی کے ترجمے کا بھداپن عیاں ہو جاتا ہے)

پروفیسر قدوائی صاحب کی خدمت میں دست بستہ عرض ہے کہ کسی کی زندگی بھر کی محنت کو بھدا قرار دینے والا عقیدت نہیں تنقید کا اظہار کر رہا ہے۔ سورۃ العنکبوت کی آیت ٦٦ کا متن اور لاہوری کا ترجمہ یوں ہے: لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَ لِيَتَمَتَّعُوْا ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (العنکبوت٢٩: ٦٦)

"That they may be ungrateful for what We have given them, and that they may enjoy. But they shall soon know."[33]

اس کے ترجمے پر حافظ صاحب کا تبصرہ عقیدت کے زمرے میں بالکل نہیں آتا۔

"The sense of the original and the English are both gone astray… The translation is wrong because the verbs are not properly correlated."[34]

(اصل کا فہم اور انگریزی زبان دونوں بھٹک گئے۔۔۔ ترجمہ اس لیے غلط ہے کہ افعال آپس میں مربوط نہیں)

حافظ غلام سرور نے لاہوری کے ترجمے پر تنقید کا ایک لطیف زاویہ بھی نمایاں کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ محمد علی لاہوری نے پورے قرآن کریم کے ترجمے میں اللہ تعالیٰ کے لیے واحد مذکر حاضر کا صیغہ "تم" کو Thou اور دیگر کے لیے You سے تعبیر کیا ہے۔ سورۃ صٓ کی آیت 75 کے آخری حصے کے ترجمے میں لاہوری کا قلم پھسل گیا اور اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ (ص٣٨:٧٥) کا ترجمہ یوں کیا:

"Art thou proud or art thou of the exalted ones?"[35]

لاہوری کی اس بھول پر چٹکی لیتے ہوئے حافظ صاحب رقم طراز ہیں:

"Satan is always proud and he may be very proud of this slip of the pen on the part of Maulvi Muhammad Ali."[36]

(شیطان ہمیشہ سے بہت گھمنڈی ہے۔ ہو سکتا مولوی محمد علی کے قلم کی اس لغزش پر اس نے بہت زیادہ فخر و انبساط محسوس کیا ہو)۔ حافظ صاحب نے لاہوری کے ترجمے کو پھیکا اور یک رخا قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

---

32 Al-Hajj, Hafiz Ghulam Sarwar, Translation of the Holy Qur'ān, p.XL

33 Muhammad Ali, Maulana, The Holy Qur'ān, p.773

34 Al-Hajj, Hafiz Ghulam Sarwar, Translation of the Holy Qur'ān, pp.XL-XLI

35 Muhammad Ali, The Holy Qur'ān, , 1973, ed.6, p.877

36 Al-Hajj, Hafiz Ghulam Sarwar, Translation of the Holy Qur'ān, p.XLI

"A translator… should not be content with the monotonous style of Maulvi Muhammad Ali."[37]

(ایک مترجم کو مولوی محمد علی کی بے کیف انداز پر مطمئن نہیں ہونا چاہیے)

محمد علی لاہوری کے سورۃ البقرہ کی آیت 54 فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (البقرہ۲: ۵۴) پر تبصرہ کرتے ہوئے حافظ غلام سرور نے اسے خام ترجمہ قرار دیا ہے۔

"the words "Faqtolu anfusakum" are rendered, even by Maulvi Muhammad Ali, as "So kill your people" his translation seems to me to be too crude to agree with the text."[38]

(فاقتلوا انفسکم کے الفاظ کا ترجمہ حتیٰ کے مولوی محمد علی نے یوں کیا "تو اپنے لوگوں کو قتل کرو"۔ میرے خیال کے مطابق یہ ترجمہ بہت بے ڈھنگا اور متن سے بہت دور ہے)۔

الحاج حافظ غلام سرور کا ترجمہ قرآن: "Translation of the Holy Qur'ān" ۱۹۲۹ء میں سامنے آیا تو اس کے مقدمہ (Introduction) جو دراصل (A Review of the Previous Translations of the Holy Qur'ān) قرآن کریم کے سابقہ انگریزی تراجم کے جائزے پر مشتمل ہے۔ اس میں حافظ صاحب نے دوسرے مترجمین کے ساتھ مولوی محمد علی لاہوری احمدی کے ترجمے کا بھی ناقدانہ جائزہ لیا۔ جارج سیل (۱۶۹۷۔۱۷۳۶ء) راڈویل (۱۸۰۸۔۱۹۰۰ء) اور پالمر (۱۸۴۰۔۱۸۸۲ء) تو ۱۹۲۹ء میں حیات نہیں تھے کہ وہ حافظ صاحب کی آراء کے مطابق اپنے تراجم قرآن کا جائزہ لیتے اور تسامحات سے انھیں پاک کرتے۔ محمد علی لاہوری اس معاملے میں خوش قسمت رہے کہ ۱۹۲۹ء میں وہ اچھی صحت کے ساتھ بقید حیات تھے۔ اپنی موت سے پہلے ۱۹۵۱ء میں محمد علی کو اپنے انگریزی ترجمہ قرآن پر نظر ثانی کا موقع ملا۔ یہ نظر ثانی شدہ اشاعت سامنے آئی تو حافظ غلام سرور کی تنقیدات کی روشنی میں بہت سی اصلاحات سامنے آئیں۔ نظر ثانی شدہ ایڈیشن میں Kill your people کو Kill your Passions[39] سے بدل دیا گیا ہے اور اس پر ایک تفصیلی نوٹ بھی حوالہ قرطاس کیا گیا ہے۔[40]

37 Ibid, p.XLII
38 Ibid, p.XLVII
39 Muhammad Ali, Maulana, The Holy Qur'ān, p.26
40 Ibid., pp.26-27

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر قدوائی کی اس کتاب میں نظر آنے والی کچھ اغلاط کی بھی نشاندہی کر دی جائے تاکہ حوالے کی اس کتاب کی آئندہ اشاعت ان اغلاط سے پاک ہو۔

1۔ ص ۱۳، "اولین مسلم تراجم" کی سرخی کے بعد پہلی سطر میں "قرآن مجید دو مرتبہ لکھا گیا ہے۔

2۔ ص ۴۶ کی نیچے سے تیسری سطر میں شیخ الہند کا نام "محمود الحسن" لکھا گیا ہے۔ (راقم کی تحقیق کے مطابق آپ کا نام "محمود حسن" ہے یعنی "ال" کے بغیر۔ صفحہ ۱۰۵ پر بھی شیخ الہند کا نام ایسے ہی لکھا ہے۔

3۔ ص ۶۵ کی دوسری سطر میں "سی طرح" کے شروع میں "الف" لکھنے سے رہ گیا۔ اسے "اسی طرح" ہونا چاہیے۔ اسی صفحے کی آٹھویں سطر میں "طرز فکر کار تجزیہ" لکھا ہے اس میں "کا" اور "تجزیہ" کے درمیان "ر" فالتو ہے۔

4۔ صفحہ ۷۹ پر ساتویں سطر میں "جوابی کاروائی" لکھا ہے۔ "کارروائی" میں دوسری "ر" لکھنے سے رہ گئی۔

حاصل کلام

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم قدوائی کے انگریزی تراجم قرآن کریم سے متعلق اردو مضامین کا مجموعہ "مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن" جہاں اپنے اندر بہت سی خوبیوں کو سمیٹے ہوئے ہے وہاں ——— انسانی کاوش ہونے کے سبب ——— اس میں موضوعات کے نادرست عناوین، مترجمین کے نامکمل اور غیر معروف نام، مترجمین کی تواریخِ وفات سے متعلق غیر تحقیقی بیانات، مبصرین کے غیر حقیقی تبصرے اور تراجم قرآن کریم سے متعلق چند سطحی آراء بھی شامل ہیں۔ قدوائی صاحب کے قلم کی ان لغزشوں کی طرف ——— پچھلے پندرہ برس سے ——— کسی نے توجہ نہیں دلائی۔ اس کی ایک وجہ تو قدوائی صاحب کا علمی رعب ہو سکتا ہے اور دوسری وجہ متاخرین کا تساہل اور غیر تحقیقی رویہ ہے۔ راقم نے دلائل کے ساتھ پروفیسر قدوائی کے مضامین کے کچھ کمزور پہلوؤں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ الحمد للہ قدوائی صاحب حیات ہیں ہماری رہنمائی فرما سکتے ہیں اور اگر ان کے مضامین میں ——— ہماری تحقیق کے مطابق ——— تسامحات موجود ہیں تو مستقبل کی اشاعتوں میں تصحیح کر کے راقم کو دعاؤں سے نوازا جائے۔

کتابیات

1. اختر الواسع، پروفیسر، (مرتب) مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن (پروفیسر عبدالرحیم قدوائی کے مضامین)، البلاغ پبلی کیشنز، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی، ۲۰۱۵ء

2. زیارت، احمد حسن، استاذ، تاریخ ادب عربی، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۶۱ء (مترجم: عبدالرحمان طاہر سورتی)

3. الترمذی، ابو عیسی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورۃ التوبہ (۳۰۸۶)

4. السیوطی، الامام، جلال الدین، عبدالرحمن بن ابی بکر، (حققہ، فواز احمد زمرلی) الاتقان فی علوم القرآن، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، طبع اول، جزاول، ۱۹۹۹م

BIBLIOGRAPHY

1. Ghulam Sarwar, Al-Haj, Hafiz, Translation of the Holy Qur'ān, 20 Malacca Street, Singapore,
2. Hafiz Ghulam Sarwar, M.A., Muhammad The Holy Prorphet, Mehtab Company, , 1993, ed.7, Urdu Bazar, Lahore, Reprint
3. Hafiz Ghulam Sarwar, al-Haj, Philosophy of the Qur'ān, Sh. M. Ashraf, Lahore, ed. First, 1938, Foreword,
4. Ghulam Sarwar, Al-Haj, Hafiz, Translation of the Holy Qur'ān, National Book Foundation, Lahore, 1973,
5. Muhammad Ali, Maulana, The Holy Qur'ān, Ahmadiyyah Anjuman Isha'at Islam, Lahore, Pakistan, 1973, ed.6